جمعرات | 31۔جولائی 1997ء | احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
قائم مقام ایڈیٹر یوسف سہیل شوق

جلد 47-82 نمبر 168 | جمعرات 25 ربیع الاول۔1418ھ 31 وفا 1376ھش 31 جولائی 1997ء

محبت اور خوف الٰہی کی آگ گناہ کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے

کوئی طریق ایسا نہیں جو گناہ سے پاک کر سکے۔ بجز اس کامل معرفت کے جو کامل محبت اور کامل خوف کو پیدا کرتی ہے اور کامل محبت اور کامل خوف یہی دونوں چیزیں ہیں جو گناہ سے روکتی ہیں کیونکہ محبت اور خوف کی آگ جب بھڑکتی ہے تو گناہ کے خس و خاشاک کو جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔ اور یہ پاک آگ اور گناہ کی گندگی آگ دونوں جمع ہو ہی نہیں سکتیں۔ غرض انسان نہ بدی سے رک سکتا ہے اور نہ محبت میں ترقی کر سکتا ہے جب تک کہ کامل معرفت اس کو نصیب نہ ہو۔ اور کامل معرفت نہیں ملتی جب تک کہ انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے زندہ برکات اور معجزات نہ دیئے جائیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

جلسہ سالانہ برطانیہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا دوسرے دن 26۔جولائی کا خطاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

1997ء کے جلسہ سالانہ میں غیر معمولی حاضری
13 ہزار مرد و زن کی شمولیت

153 ممالک میں خدا کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے

دنیا بھر میں 2336 نئی جماعتیں قائم ہوئیں، 915 بیوت الذکر کا اضافہ۔

97 ممالک میں 287 مشن ہاؤسز اور 962 مربیان و معلمین خدمات دین بجالا رہے ہیں

(قسط اول)

لندن: 26۔ جولائی 1997ء جماعت احمدیہ برطانیہ کے 32 ویں جلسہ سالانہ 1997ء کے دوسرے دن حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے اپنے خطاب میں اکناف عالم میں جماعت احمدیہ کی زبردست ترقی کے بارے میں بعض جھلکیاں پیش فرمائیں اور اعلان فرمایا کہ اس سال دنیا بھر میں تیس لاکھ چار ہزار پانچ سو چوراسی (3004584) افراد داخل سلسلہ عالیہ احمدیہ ہوئے ہیں۔ حضرت صاحب نے بتایا کہ افریقہ کے ایک ملک گنی بساؤ میں پارلیمنٹ کے 16 ممبران احمدی ہیں گھانا میں صرف ایک احمدی معلم کو ایک لاکھ بیعتیں کروانے کی غیر معمولی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت صاحب نے اس خوش نصیب معلم کو سٹیج پر بلوا کر حاضرین سے تعارف کروایا۔ حضرت صاحب نے یہ بھی انکشاف فرمایا کہ اس سال صرف فرانسیسی بولنے والے افریقی ممالک میں 16 لاکھ 70 ہزار افراد احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ بھارت کے بارے میں فرمایا کہ دو سال کے عرصے میں 2 لاکھ 81 ہزار افراد کو احمدی ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

حضرت صاحب کا یہ خطاب ایمان کو ایک نئی جلا دینے والا اور دلوں کو گرما دینے والا تھا۔ بار بار اسلام آباد، ٹلفورڈ برطانیہ کی جلسہ گاہ زبردست دینی نعروں سے گونجتی رہی۔ اس جلسہ میں افریقہ سے آئے ہوئے دو احمدی مہمانوں نے بھی مختصر تقاریر کیں جن کا اردو ترجمہ پیش کیا گیا۔ یہ تقاریر جو نہایت درجہ جوش و جذبہ کی حامل تھیں احباب جماعت نے بے حد دلچسپی سے سنیں اور معزز مہمانوں کی زبردست نعروں سے پذیرائی کی۔

غیر معمولی حاضری حضرت صاحب نے اپنے خطاب کے آغاز میں فرمایا کہ جب میں جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے آیا تو میں نے منتظمین سے پوچھا کہ کیا آنے والے مہمانوں کے لئے یہ جگہ کافی ہے تو منتظمین نے کہا کہ ہم نے ہر پہلو سے اندازے لگائے ہیں ہمیں یقین کامل ہے کہ جتنے مہمانوں کی توقع ہے ان کے لئے یہ جگہ بہت کافی ہے۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات گاڑ دی تھی کہ 1997ء کا یہ جلسہ سو سال پہلے 1897ء کے جلسے سے بہت مشابہ ہو گا اور سو سال پہلے کا جلسہ کئی شانوں سے دوہرایا جائے گا۔ اس لئے مجھے امید تھی کہ لوگ غیر معمولی طور پر زیادہ آئیں گے کیونکہ 1897ء کے جلسے پر بھی بہت زیادہ لوگ آئے تھے۔ چنانچہ گزشتہ سال دوسرے روز کے اجلاس کی حاضری 9 ہزار 561 تھی اور آج اس سال دوسرے دن کی حاضری 13 ہزار 456 ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا آج تک کبھی اس جلسہ کی حاضری اتنی نہیں ہوئی۔ اللہ کرے گا کہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

حضرت صاحب نے فرمایا یہ مباہلہ کا سال ہے۔ اس سال رمضان کے دنوں میں جنوری کے مہینے میں اللہ نے میرے دل میں بڑے زور سے ڈالا کہ میں مباہلہ کے چیلنج کو عام کر دوں۔ چنانچہ جس طرح حضرت بانی سلسلہ نے 1897ء میں مباہلہ کے چیلنج کو عام کیا تھا میں نے بھی کر دیا کہ مباہلے کے فریقوں کو کسی جگہ اکٹھے ہونے کی ضرورت نہیں اپنے اپنے گھروں میں دعاؤں میں زور لگاؤ اگر ہمیں پہلے سے بڑھ کر برکتیں نہ ملیں تو ہم جھوٹے ہوں گے ورنہ تم جھوٹے ہو گے۔ حضرت صاحب نے فرمایا ہندوستان کے علماء نے یہ چیلنج قبول کر لیا۔ اس ضمن میں حضرت صاحب نے قبولیت مباہلہ کے سلسلہ میں چند علماء کے بیانات پڑھ کر سنائے۔ اسی طرح انگلینڈ کے علماء نے ملک بھر میں "قادیانیت سے نجات کے لئے یوم دعا" منایا۔ اس یوم دعا میں 31 علماء نے خطاب کیا تھا۔

حضرت صاحب نے فرمایا مباہلہ کے اعلان کے بعد دنیا بھر میں حیرت انگیز نشانات ظاہر ہوئے اس ضمن میں حضرت صاحب نے ان لوگوں کی تفصیل

باقی صفحہ 7 پر

درخواست دعا

○ مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت کچھ عرصہ سے بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ ڈاکٹری ہدایت کے مطابق اب بائی پاس اپریشن کے لئے راولپنڈی ہسپتال میں داخل ہونا ہے جس کے بعد اپریشن ہو گا۔

احباب کرام سے اپریشن کی کامیابی اور کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم آغا انعام الحق صاحب عباسی ہنزہ بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور سے تحریر کرتے ہیں۔

میرے برادر نسبتی مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب وقار سیکرٹری دعوت الی اللہ پشاور کا مورخہ 4۔اگست 1997ء کو پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں بائی پاس اپریشن ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپریشن کامیاب کرے اور بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے اور صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

ولادت

○ مکرم ناصر احمد خان صاحب سیکرٹری وقف جدید و تحریک جدید جماعت فیکٹری ایریا شاہدرہ ضلع لاہور کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا بیٹا 20۔اپریل 1997ء کو عطا فرمایا ہے۔ حضرت صاحب نے اس کا نام "بصیرت محمود" عطا فرمایا ہے۔ یہ بچہ مکرم عبد القدیر نمان صاحب سیکرٹری مال شاہدرہ کا پوتا اور مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب سیکرٹری وقف جدید مغل پورہ لاہور کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نومولود کو باعمر سعادت مند بنائے۔

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم چوہدری مظفر احمد صاحب مقیم بیلجیم کو مورخہ 97-7-5 کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت بچے کا نام اطہر وقاص عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب ناصر واقف زندگی کا نواسہ اور چوہدری محمد شریف صاحب آف سانگلہ ہل کا پوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر سعادت مند بنائے۔

دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو۔ کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا در پیش ہے۔ بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

اگر دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خداشناسی کے بارے میں حق الیقین تک نہ پہنچ سکتا

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

31- وفا 1376 ہش — 31- جولائی 1997ء

جلسہ 1897ء اور جلسہ 1997ء

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے جلسہ سالانہ برطانیہ 1997 کے موقع پر جو بات خاص نمایاں رنگ میں ارشاد فرمائی وہ یہ ہے کہ 1997ء کے جلسہ اور 1897ء کے جلسہ میں غیر معمولی مطابقت ہے۔ اس ضمن میں حضرت صاحب نے جہاں دیگر امور کو واضح فرمایا وہاں پر جلسہ سالانہ 1997ء کی تقاریر کے بھی وہی عنوانات مقرر فرمائے جو جلسہ سالانہ 1897ء میں مقرر ہوئے تھے اور جن پر اس وقت جماعت احمدیہ کے جید علمائے کرام اور خدا رسیدہ بزرگوں نے تقاریر کی تھیں۔ چنانچہ جس عنوان پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے تقریر کی وہ اس سال انٹرنیشنل الفضل لندن کے ایڈیٹر اور ایڈیشنل وکیل الاشاعت مکرم نصیر احمد صاحب قمر کے حصے میں آیا اور نصیر احمد صاحب قمر نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس جلسہ 1997ء پر کلام الٰہی کی تحدیوں اور پیش خبریوں کے موضوع پر نہایت شاندار تقریر کرنے کی سعادت پائی۔ ان کی تقریر کی خاص بات یہ تھی کہ تقریر میں جابجا کلام الٰہی کی آیات نگینے کی طرح جڑی ہوئی تھیں۔ پھر ان کا رواں دواں انداز اور موضوع پر پوری گرفت ان کی تقریر کو پُر اثر بنا رہی تھی۔ مکرم نصیر احمد صاحب قمر ہمارے محترم بزرگ مولانا بشیر احمد صاحب قمر مربی سلسلہ کے صاحبزادے ہیں۔ اس سے قبل حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر کئی سال خدمات بجالا چکے ہیں۔ جامعہ احمدیہ سے شاہد پاس کرنے کے بعد انہوں نے کلام الٰہی کی تشریح میں تخصص کیا۔

جلسہ 1897ء میں حضرت حکیم مولانا نور الدین (امام جماعت احمدیہ الاول) نے جو تقریر کی تھی وہ موضوع اس دفعہ محترم عطاء المجیب صاحب راشد امام بیت الفضل لندن و مربی انچارج برطانیہ کے سپرد تھا۔ یہ تھا آیت استخلاف کی تشریح و توضیح۔ ہم محترم راشد صاحب کی خدمت میں مبارک باد عرض کرتے ہیں کہ ان کو حضرت امام جماعت احمدیہ الاول کے بیان کردہ موضوع پر تقریر کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کی تقریر انگریزی زبان میں تھی۔ اور مکرم راشد صاحب جس خادم سلسلہ اور خالد احمدیت باپ کے بیٹے ہیں، یعنی حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری، ان کی خطابت کی وراثت آپ نے خوب حاصل کی ہے۔ آپ کو تقریر کرتے دیکھ کر حضرت مولانا کی یاد آجاتی ہے۔ وہی روانی اور وہی الفاظ کا برمحل چناؤ۔ مکرم راشد صاحب کو یہ بھی خصوصی امتیاز حاصل ہے کہ نہ صرف اردو میں بلکہ انگریزی زبان میں بھی آپ یکساں روانی سے گفتگو اور تقریر کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ احمدیہ ٹیلی ویژن کے پروگراموں میں آپ کی انگریزی گفتگو اور تقاریر دونوں احباب جماعت مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ ان تقاریر کے حوالے سے 1897ء اور 1997ء کے جلسہ سالانہ کے مواقع کو ہم آہنگ کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جلسہ کی حاضری کے علاوہ متعدد افضال و انعامات کے نزول کے ذریعے اس جلسہ کو 1897ء کے جلسہ سے ملا دیا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے آخری روز کے خطاب میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جلسہ 1897ء کے موقع پر تین تقاریر میں سے چنیدہ اقتباسات کو سامنے رکھ کر تینوں تقاریر کا خلاصہ اور اس کے ساتھ مناسب مواقع پر تشریح و توضیح کے ذریعے ہر بات کو گویا دل کی گہرائیوں میں اتا کر رکھ دیا۔

ادارہ الفضل اللہ نے چاہا تو 1897ء کی رپورٹ جلسہ سالانہ میں سے بعض حصے، جو آج کے دور میں شائع ہو سکتے ہیں، باری باری شائع کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔ آج کی صحبت میں تبرک کے طور پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پہلے روز یعنی 25۔ دسمبر 1897ء کی تقریر میں سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں یاد رہے کہ حضرت بانی سلسلہ نے جو تین تقاریر فرمائیں ان میں پہلی 25۔ دسمبر کو دوسری 28۔ دسمبر کو اور تیسری 30۔ دسمبر کو ارشاد فرمائی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا۔

"اپنی جماعت کی خیر خواہی کے لئے زیادہ ضروری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ تقویٰ کی بابت نصیحت کی جاوے۔ کیونکہ یہ بات عقلمند کے نزدیک ظاہر ہے کہ بجز تقویٰ کے کسی اور بات سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔(-)

ہماری جماعت کے لئے خاص کر تقویٰ کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اس خیال سے بھی کہ وہ ایک ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے سلسلہ بیعت میں ہیں جس کا دعویٰ ماموریت کا ہے۔ تا وہ لوگ جو خواہ کسی قسم کے بغضوں، کینوں یا شرکوں میں مبتلا تھے یا کیسے ہی رُوبہ دنیا تھے ان تمام آفات سے نجات پاویں۔

آپ جانتے ہیں کہ اگر کوئی بیمار ہو جاوے خواہ اس کی بیماری چھوٹی ہو یا بڑی۔ اگر اس بیماری کے لئے دوا نہ کی جاوے اور علاج کے لئے دکھ نہ اٹھایا جاوے۔ بیمار اچھا نہیں ہوتا۔ ایک سیاہ داغ منہ پر نکل کر ایک بڑا فکر پیدا کر دیتا ہے کہ کہیں یہ داغ بڑھتا بڑھتا کل منہ کو کالا نہ کر دے۔ اسی طرح معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔ صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں۔ صغائر وہی داغ چھوٹا ہے جو بڑھ کر آخر کار کل منہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے ویسا ہی قہار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو دیکھتا ہے کہ ان کا دعویٰ اور لاف و گزاف تو بہت کچھ ہے اور ان کی عملی حالت ایسی نہیں تو اس کا غیظ و غضب بڑھ جاتا ہے۔ پھر ایسی جماعت کی سزا دہی کے لئے وہ کفار کو ہی تجویز کرتا ہے۔ جو لوگ تاریخ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کئی دفعہ مسلمان کافروں سے تہ تیغ کئے گئے۔ جیسے چنگیز خان اور ہلاکو خان نے مسلمانوں کو تباہ کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے حمایت اور نصرت کا وعدہ کیا ہے، لیکن پھر بھی مسلمان مغلوب ہوئے۔ اس قسم کے واقعات بسا اوقات پیش آئے۔ اس کا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ لا الہ الا اللہ تو پکارتی ہے لیکن اس کا دل اور طرف ہے۔ اور اپنے افعال سے وہ بالکل رو بہ دنیا ہے۔ تو پھر اس کا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی ص 33)

بازو قوتِ ہے چارہ بھائی
تُو و من شکوہَ ہے کرتا ختم
ہے گذرتی مطمئن زندگی
ہُو و ہاؤ کوئی نہ ہے کشمکش
اپنائیں طرز یہ بھی ہم آؤ
خُو اپنی پیار ہو سے کسی ہر

ابو الاقبال

محمد نواز مومن معلم وقف جدید

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کی یاد میں

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے ساتھ رہنے ملنے بیٹھنے کا مجھے زیادہ موقعہ تو نہیں ملا۔ کیونکہ ہمارے خاندان میں سے کوئی بھی احمدی نہیں تھا۔ باوجودیکہ ہمارا گاؤں ربوہ سے تقریباً 25 میل دور پنڈی بھٹیاں کے علاقہ میں ہے۔ اور ہمارے خاندان کے لوگ قوم بھٹی المشہور بھنجناں کے نام سے مشہور ہے۔ ہمارے خاندان کے لوگ اس علاقہ کے مشہور حکیم ہیں۔ جو چنیوٹ اور پنڈی بھٹیاں کے گردو نواح میں ہیں۔

پہلی بار حضرت امام جماعت الثالث صاحب کو میں نے 1968ء کے جلسہ سالانہ میں آخری دن سٹیج پر دیکھا۔ میں اس وقت احمدی نہیں تھا۔ صرف کچھ حالات کا جائزہ لینے کے لئے ربوہ میں آیا۔ کہ دیکھوں جلسہ میں کیا کرتے ہیں۔ میں جلسہ گاہ کے مشرقی کنارہ پر کھڑا تھا۔ وہاں سے حضرت صاحب کافی دور تھے لیکن ان کا نورانی چہرہ سفید پگڑی نظر آتی تھی۔ تلاوت اور نظم کے بعد جب حضرت صاحب نے خطاب شروع فرمایا اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کی۔ حضرت صاحب کی تلاوت بالکل سادہ تھی جس سے عاجزی اور انکساری ظاہر ہو رہی تھی کوئی بناوٹ نہیں تھی حضرت صاحب کی آواز سنتے ہی میرے دل میں سمانے لگی۔ حضرت صاحب خطاب فرما رہے تھے۔

حضرت صاحب کی باتیں سن کر میرے دل میں احمدیت کی سچائی اثر کرنے لگی۔ کہ ان کی باتیں صحیح ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد مخالفوں کی یہ بات یاد آگئی کہ احمدیوں کے پاس بیٹھنا نہیں چاہئے۔ ان کی باتیں دلوں پر اثر کرتی ہیں اور لوگ احمدی ہو جاتے ہیں۔ جب مجھے یہ بات یاد آئی تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ یہ باتیں مجھے احمدیت کی طرف راغب کر رہی ہیں اگر میں یہ باتیں سنتا رہا تو میں احمدی ہو جاؤں گا۔ اس خوف سے فوراً میں نے اپنی سائیکل پکڑی اور اپنے گاؤں واپس روانہ ہو گیا۔ حضرت صاحب کی باتیں کئی مہینوں تک مجھے بار بار یاد آتی رہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہوا 1971ء میں فیصل آباد میں تھا ایک دوست جن کا نام عظمت اللہ ہے اور وہ دارالیمن کے رہنے والے ہیں آج کل فیکٹری ایریا میں ان کا آرہ ہے۔ سے ملاقات ہوئی اور بہت عرصہ بحث مباحثہ کے بعد اور خوابوں کے بعد میں نے احمدیت قبول کر لی اور اپنے گاؤں میں جا کر اپنے احمدی ہونے کا ذکر کر دیا۔ جس وجہ سے میرا سارا خاندان مخالف ہو گیا۔ 1974ء کے اوائل میں ربوہ میں زندگی وقف کر کے وقف جدید کے تحت تعلیم حاصل کرنے لگا۔

ربوہ آنے کے بعد پہلا ابتلاء مئی 1974ء میں شروع ہوا۔ جس میں سارے پاکستان میں آگ لگائی گئی اور جانی اور مالی سخت نقصان ہوا وہ دن ایسے تھے کہ حالات دیکھ کر دل سخت گھبراتا تھا اور جب جمعہ کے روز حضرت امام جماعت الثالث کا خطبہ سنتا تو ایمان تازہ ہو جاتا تھا اور دل مضبوط ہو جاتا تھا کہ خدا ہماری ضرور حفاظت فرمائے گا اور مخالفین پر خدا تعالیٰ کی پکڑ ضرور آئے گی۔ حضرت صاحب کے ایک خطبہ کی آواز جو ان دنوں حضور نے خطاب فرمایا تھا۔ اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہے۔ کہ لوگ تو ہمارے مالوں اور جانوں کو تباہ کرنے کی کوشش میں ہیں۔ لیکن خدا نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ میں تمہارے مالوں کو بھی بڑھاؤں گا اور جانوں کو بھی بڑھاؤں گا۔ اور جو لوگ حق اور صداقت کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں۔ میں ان کے ساتھ خود نپٹ لوں گا۔ چند سالوں کے بعد خدا تعالیٰ نے ایسا نظارہ دکھایا کہ لفظ لفظ اپنی شان کے ساتھ پورے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو مالی اور جانی طور پر بھی ترقی دی اور دے رہا ہے۔ زیادہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہر ایک احمدی کو اس کا علم ہے۔

1977ء کا واقعہ ہے میں اس وقت چک نمبر1-5/3 ضلع جھنگ میں تعلیم و تربیت کے لئے مقرر تھا۔ ضلع جھنگ کے احمدیوں کی ملاقات تھی۔ حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے میں بھی احمدی احباب کے ساتھ تھا۔ اور میرے دل میں یہ خیال تھا کہ حضرت صاحب پرانے احمدیوں کو تو جانتے ہیں اور ہمارے خاندان کے لوگ احمدی نہیں تھے۔ حضرت صاحب مجھے تو جانتے نہیں ہوں گے اور ہم سے کیا بات کریں گے۔ میرے دل میں خواہش تھی کہ میرے ساتھ بھی کوئی بات کریں۔ قصر امامت میں ہمیں ملاقات کے کمرہ میں بٹھا دیا گیا۔ حضرت صاحب کے لئے اونچی جگہ پر کرسی بچھائی ہوئی تھی حضرت صاحب تشریف لائے۔ سلام کے بعد مجھے مخاطب کر کے فرمایا جن کے گاؤں میں چکیاں ہیں ان کو پتہ ہے کہ آٹا کس طرح پستا ہے۔ پہلے چھوٹے دانے ہو جاتے ہیں پھر آٹا بن جاتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا چکی چل گئی اے۔ آپ کو پتہ ہے کہ چکی میں دانے کون سے بچتے ہیں جو پستے نہیں۔ وہ دانے ہوتے جو کلی کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ جو کلی سے دور چلے جاتے ہیں وہ پس جاتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے وہ کلی کیا ہے۔ وہ امامت ہے۔ جو امامت کے ساتھ چمٹ جائے گا وہ محفوظ رہے گا اور جو امامت کو چھوڑے گا وہ پس جائے گا۔

حضرت صاحب کی چند سالوں کی رفاقت میرے دل میں گہرا اثر چھوڑ گئی اور ایمان کی مضبوطی کا باعث بنی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں امامت کے ساتھ وابستہ رہنے کی توفیق دے اور ساری دنیا کے لوگوں کو امامت سے وابستہ کر دے۔ اور سب لوگ امن میں آجائیں۔ اور پسنے سے بچ جائیں۔ آمین

محمود مجیب اصغر

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ

حرم حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت الثانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

22 مئی کو پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر سے فون پر یہ افسوسناک خبر ملی کہ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ وفات پا گئی ہیں اور آپ کا جنازہ 23 مئی کو صبح نو بجے ہو گا۔ خاتون مبارکہ تو ماں کا مقام رکھتی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ مقام رکھتی ہیں اس لئے غم تو ایک طبعی تقاضا ہے فوراً خیال آیا کہ آپ کے بارہ میں کچھ ضبط تحریر میں لایا جائے میرا ذہن فوراً حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی طرف منتقل ہوا۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت مقرب تھے حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب کو یہ خصوصی سعادت حاصل ہے کہ یکے بعد دیگرے آپ کی ایک بیٹی حضرت سیدہ ام طاہر (جن کا نام مریم بیگم تھا) اور آپ کی ہی ایک پوتی حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ (جن کی اب وفات ہوئی ہے) حضرت امام جماعت الثانی کے عقد مبارک میں آئیں۔

حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اور آپ کی اہلیہ محترمہ حضرت سیدہ سعیدۃ النساء صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل اولاد صالحہ عطا فرمائی تھی۔

1 سیدہ زینب بیگم صاحبہ
2 سیدہ خیر النساء صاحبہ
3 سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب
4 ڈاکٹر حافظ سید حبیب اللہ شاہ صاحب
5 سید عزیز اللہ شاہ صاحب
6 حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب
7 سید عبدالرزاق شاہ صاحب
8 سیدہ ام طاہر مریم بیگم صاحبہ

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب کی دختر تھیں آپ کا اصل نام سیدہ بشریٰ بیگم تھا اور آپ مہر آپا کے نام سے موسوم ہوئیں۔ حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب (جو حضرت مہر آپا کے دادا ٹھہرے) کے پاس ایک خادم بابا اندر جی سالہا سال تک خدمت کی توفیق پاتے رہے انہوں نے اس خاندان کی کئی باتیں روایت کی ہیں وہ کہتے ہیں "حضرت سید عزیز اللہ شاہ صاحب کے ہاں سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ پیدا ہوئیں تو حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب نے مجھے بتایا کہ سید عزیز اللہ شاہ کو (غیبی خبر ملی تھی) یا خواب آئی تھی کہ اس بچی کا نام محمد بشریٰ رکھو۔ حضرت شاہ صاحب نے سید عزیز اللہ شاہ صاحب سے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ یہ بچی آپ کے لئے برکتیں لائے گی چنانچہ یہی بیٹی (حضرت امام جماعت الثانی) کے عقد میں آکر باعث برکت ہوئی"

(تابعین رفقاء احمد جلد سوم ص 54'55)

حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ کے انتقال کے بعد آپ کی اولاد کی نگہداشت کے لئے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ایک غیبی خبر کے تحت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت الثانی نے حضرت سیدہ محمد بشریٰ (بشریٰ بیگم) سے نکاح فرمایا حضرت صاحب کو غیب سے آپ کا نام "بشریٰ غلام مرزا" اور "مہر آپا" بتایا گیا۔

حضرت سیدہ مہر آپا کو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب (امام جماعت الرابع) اور حضرت ام طاہر کی باقی اولاد کی نگہداشت اور حضرت امام الثانی کی بیماری کے دوران خدمت کی بطور خاص توفیق ملی۔

حضرت ام طاہر (مریم بیگم) صاحبہ کی وفات 5 مارچ 1944ء کو ہوئی اور حضرت امام جماعت الثانی نے حضرت سیدہ مہر آپا (بشریٰ بیگم صاحبہ) سے 24 جولائی 1944ء کو نکاح فرمایا۔

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم ص 234)

حضرت امام الثانی 7 اور 8 نومبر 1965ء کی درمیانی شب کو فوت ہوئے تھے اس طرح حضرت مہر آپا اور حضرت امام الثانی کا ساتھ سوا اکیس سال رہا اور حضرت صاحب کے وصال کے بعد آپ بتیس سال زندہ رہیں اور اب اپنے اللہ کے حضور حاضر ہو کر پھر اپنے پیاروں سے جا ملی ہیں۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اے دل تو اسی پر جاں فدا کر

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے تحریر فرماتے ہیں کہ۔

ایک روایت کے مطابق حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب کے خاندان کے متعلق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے "بہشتی ٹبر" کے الفاظ استعمال فرمائے تھے۔

(بحوالہ تابعین رفقاء احمد جلد سوم ص 251)

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کو حضرت امام جماعت الرابع سے بہت پیار تھا جس کا اظہار آپ کی اس روایت سے ہوتا ہے۔ جو آپ نے حضرت امام الثانی کے بارہ میں بیان کی کہ حضرت صاحب بڑی رقت سے اس بات کا اظہار کرتے تھے "میرا طاہری مریم کی دلی آرزوؤں کا بہترین ثمر ہے ان کو اس بات کی تڑپ تھی کہ ان کا یہ اکلوتا بیٹا صحیح معنوں میں دین کا خادم ہو۔"

(تابعین رفقاء احمد جلد سوم ص 224)

اس کا ثبوت حضرت امام جماعت الرابع کے خطبہ سے بھی مل گیا جو حضرت صاحب نے 24 مئی کو ارشاد فرمایا چند باتیں اور کوائف تاریخ کے حوالے سے راقم الحروف نے ثواب کی نیت سے لکھے ہیں اللہ نے چاہا تو حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کے بارے میں تفصیلی مضامین کا ایک سلسلہ جاری ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے قرب میں آپ کے درجات بلند فرمائے اور حضرت صاحب اور خاندان کے تمام افراد کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آئندہ ہر غم سے محفوظ رکھے۔

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کا جنازہ صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے بیت المبارک ربوہ

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چوہدری عزیز احمد سابق ناظر مال

چند پرانی یادیں

برادرم محترم جناب نسیم سیفی صاحب!(-)
آپ کا زرخیر دماغ نئی اور مفید سکیمیں سوچتا رہتا ہے۔ چنانچہ آپ کچھ عرصہ سے کئی سال پرانے مضامین پورے کے پورے یا ان کے کچھ حصے جو آپ کے نزدیک ان ایام میں بھی افادیت کا کوئی پہلو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں شائع کر رہے ہیں۔ اس طرح نہ صرف جماعت احمدیہ کی تاریخ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے بلکہ یہ طریق نوجوان احباب کی قوت فعال کے لئے مہمیز کا کام بھی دیتا ہے۔

الفضل مورخہ 10۔ جولائی 1997ء میں آپ نے خاکسار کے والد چوہدری غلام محمد صاحب کی وفات پر برادرم برکات احمد راجیکی صاحب کا تحریر کردہ نوٹ جو پہلے الفضل 27۔ جون 1956ء میں شائع ہوا تھا دوبارہ شائع کیا ہے۔ یہ نوٹ پہلی دفعہ میری نظر سے گزرا ہے چونکہ ان دنوں میں سوئٹزرلینڈ میں زیر علاج تھا اس لئے میں یہ نوٹ پڑھنے سے محروم رہا۔

کچھ دنوں سے بعض محسن دوستوں اور مشفق احباب اور بعض بزرگوں کے بارہ میں اپنے احسانمندی کے جذبات صفحہ قرطاس پر لانے کا سوچ رہا تھا۔ چنانچہ زیر تبصرہ نوٹ نے یہ موقع فراہم کر دیا ہے۔ اس کی ابتداء برادرم برکات احمد اور دو اور بزرگوں سے کرتا ہوں۔ یہ احباب نہ صرف مجھے یہ تلقین کرتے رہتے کہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے بعد اپنے والد بزرگوار کی اطاعت میں کمی نہ آنے دوں بلکہ اس بارہ میں میری حتی المقدور نگرانی بھی کرتے تھے۔ میرے محسن بھائی برکات احمد نے تو میری دینی تربیت بھی اپنے ذمہ لے لی تھی۔ سب سے پہلے انہوں نے مجھ پر اچھی طرح واضح کیا کہ عبادت محض مسنونہ دعائیں طوطے کی طرح پڑھ لینے کا نام نہیں۔ ان دعاؤں کے معنی جاننے ضروری ہیں اور ان معنوں کو اپنے جذبات اور احساسات پر وارد کرنا لازمی ہے جس کے بغیر عبادت کا مغز حاصل نہیں ہو سکتا اور چھلکے پر اکتفا کرنا عبث ہو گا۔ میں عربی قطعاً نہیں جانتا تھا۔ انہوں نے نہایت محنت سے مجھے معنی سکھائے اور سن کر تسلی کی کہ آگئے ہیں۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے پاس ہم اکٹھے جاتے اور حضرت بانی سلسلہ کے متعلق روایات سنتے۔ حضرت منشی صاحب موصوف نے حضرت بانی سلسلہ کی شخصیت کو ان کے روحانی حسن و رعنائی کی سحر آفریں آب و تاب کے ساتھ میرے سامنے لا کھڑا کر دیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مجھے حضرت بانی سلسلہ کے دامن کے ساتھ ایسی مضبوط گرہیں دے کر باندھ دیا کہ ان کی مضبوطی دن بدن زیادہ ہوتی گئی۔ برادرم موصوف مجھ سے ایک سال سینئر تھے۔ وہ 1938ء میں جب ایف اے کا امتحان دے کر کپور تھلہ سے جانے لگے تو حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے فرمایا میں آپ دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اپنی دوستی تادم آخر قائم رکھو۔ اگر ملاقاتوں کا سلسلہ نہ قائم رہ سکے تو وہ خط و کتابت میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ ہم دونوں نے وعدہ کیا کہ اس وصیت پر (جو خاکسار کے فائدے کے لئے تھی) پوری طرح عمل کریں گے۔ اور ہم دونوں نے عمل کیا۔ برادرم برکات احمد صاحب کے چلے جانے کے بعد حضرت منشی صاحب سے ملاقاتوں کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ اب سید ظہور احمد شاہ صاحب کو ہمراہ لے کر جاتا تھا۔

ایک دفعہ عید کے موقعہ پر سب احباب عید منانے کے لئے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ کل جاؤں گا۔ آج چاند نظر نہیں آئے گا۔ برادرم موصوف نے سید ظہور احمد شاہ کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ مجھے روانہ کر کے کرتار پور عید کرنے جائیں۔ کرتار پور میں ظہور احمد صاحب کے والد مکرم سید اقبال حسین شاہ گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ اس زمانہ میں گورنمنٹ ہائی سکول کی ہیڈ ماسٹری ایک موقر اور اہم پوسٹ سمجھی جاتی تھی۔ ہمارے اندازے کے خلاف چاند نظر آگیا۔ کپور تھلہ سے جالندھر جانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ جالندھر سے علی الصبح گاڑی نکودر جاتی اور وہاں سے لدھیانہ سے فیروز پور والی گاڑی پکڑنی تھی۔ رات کھانا ہوسٹل میں کھایا۔ سید ظہور احمد شاہ نے کپور تھلہ سے جالندھر سٹیشن تک تقریباً چودہ میل مجھے اپنے ساتھ بٹھا کر سائیکل چلایا۔ طے ہوا کہ مسافر خانہ میں سو رہتے ہیں۔ باری باری سو لیں گے تاکہ کوئی سائیکل نہ چوری کر لے۔ میں نے تجویز پیش کی کہ سائیکل حفاظتی نقطہ نگاہ سے آزار بند سے باندھ لیتے ہیں اور بیک وقت سو جاتے ہیں۔ شاہ صاحب اس 'عقلمندانہ' تجویز پر ہنسے اور کہا کہ اگر چور نے آزار بند کاٹ دیا۔ تو؟ میں بھی اپنی بیوقوفی پر خوب ہنسا اور مجھ پر یہ آشکار ہوا کہ اپنے آپ پر خود ہنسنا اور دوسروں کو دعوت دینا کہ وہ بھی ہنسیں ایک خاص اہم وصف ہے۔

1947ء میں جب جودھامل بلڈنگ میں ہمارا دفتر تھا۔ قیامت خیز حالات نے پریشان کیا ہوا تھا۔ سامنے سیلونی کے خیمہ میں گیا اور چائے منگوائی۔ ہوشربا حالات میں کھویا ہوا تھا۔ لڑکے نے چائے کی پیالی کا ہینڈل بالمقابل 180 کے زاویہ پر رکھ دیا۔ اسی طرح پیالی اٹھالی اور چسکی لی۔ اور دل میں کہا کہ پیالی کا ہینڈل غلط لگا ہوا ہے۔ نوے (90) درجہ زاویہ پر لگا ہوا ہونا چاہئے تھا۔ جلد ہی اپنی بوالعجمی کا احساس ہو گیا۔ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ کوئی دوست ہو تو وہ مجھ پر دل کھول کر ہنس لے اور مجھے اپنی ممنونیت کا صلہ بے شک ادا نہ کرے۔

امرتسر کی جانب گاڑی لینا سید ظہور احمد شاہ کے لئے کوئی پرابلم نہ تھی۔ رات ڈھل گئی اور ان کی گاڑی آگئی اور وہ بمعہ اپنے سائیکل گاڑی پر سوار ہو کر چلے گئے۔ تقریباً دو گھنٹے بعد مجھے بھی نکودر کی گاڑی مل گئی۔ ملسیاں شاہ کوٹ سٹیشن سے تین میل پیدل چلا۔ رات کی مہم کے باعث تھکاوٹ کے باوجود تیز رفتار قائم رکھ سکا اور عید سے کافی پہلے گھر پہنچ گیا۔ والدین بہت خوش ہوئے۔ میرے دوستوں نے یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ والد کو ہرگز یہ شکایت پیدا نہیں ہونے دیں گے کہ احمدیوں نے ان کا بیٹا چھین لیا ہے۔

برادرم موصوف برکات احمد راجیکی صاحب بی۔ اے کرنے کے بعد سیالکوٹ ملازم ہو گئے اور خاکسار ڈی۔ اے۔ وی۔ کالج جالندھر سے بی۔ اے کرنے کے بعد دلی ملازم ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہم دونوں نے وقف کر دیا۔ انہیں نائب ناظر امور عامہ اور مجھے نائب محاسب اور بعض دوسرے واقفین کو دوسری نظارتوں یا تحریک جدید کی وکالتوں میں نائب لگا دیا گیا۔ برادرم موصوف علم دوست تھے ان کی تحریک پر ان واقفین زندگی نے ایک انجمن بنائی۔ سلسلہ کی کوئی کتاب منتخب کر لی جاتی اور ہفتہ واری اجلاس میں اس کتاب پر انگریزی میں بحث ہوتی۔ ایک مقصد انگریزی بولنے کی مشق کرنا بھی تھا۔

خواجہ عبدالکریم صاحب وکیل التجارت سب سے زیادہ روانی سے انگریزی بولتے تھے۔ وہ کلکتہ یونیورسٹی میں ایم۔ اے کر رہے تھے۔ کہ تعلیم چھوڑ کر وقف کر دیا ان کے والد حاجی محکم دین صاحب جماعت کلکتہ کے امیر رہ چکے تھے۔ اور ماموں پروفیسر عطاء الرحمٰن صاحب آسام میں محکمہ تعلیم میں اعلیٰ افسر تھے۔ برصغیر تقسیم ہو گیا۔ خاکسار صرف ایک دفعہ قادیان جلسہ پر جا سکا برادرم برکات احمد صاحب کئی دفعہ پاکستان آئے۔ زیادہ وقت ہم دونوں اکٹھے گزارتے میں ان کے علم سے خوب فائدہ اٹھاتا۔ ان کی اچانک وفات میرے لئے روح فرسا صدمہ تھا۔ ان حالات میں ناظر امور عامہ کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا سخت محنت اور فولادی اعصاب کا متقاضی تھا۔ پھر شادی بھی کامیاب نہ تھی۔ دونوں میں سے کسی کا بھی کوئی خاص قصور نہیں تھا۔ میرے محسن بھائی کے بیٹے امتیاز احمد نے اچھے نمبروں میں ہسٹری میں ایم۔ اے کیا اور بینک میں افسری کیڈر میں آسامی مل گئی۔ پھر وہ امریکہ چلا گیا۔ کبھی کبھی الفضل میں لکھتا ہے۔ اور خاکسار عزیزم موصوف کے لئے روزانہ دعا کر کے اپنی احسان مندی کے تقاضا کو پورا کرتا ہے۔

والد صاحب کے جو دوست اس بات کی تقریباً نگرانی کرتے تھے کہ والد صاحب کی خدمت کے ضمن میں مجھ سے کوئی کوتاہی نہ ہو جائے ان میں سید محمد حسین شاہ صاحب کا ذکر نمایاں طور پر ہونا چاہئے۔ میں بچپن سے شاہ صاحب کو جانتا تھا۔ وہ والد صاحب کے ماتحت سب انسپکٹر اشتمال اراضی کے طور پر کام کرتے تھے۔ لدھیانہ میں ان کے اہل و عیال تھے۔ اپنے کام کے سلسلہ میں جب وہ لدھیانہ آتے والد صاحب کے مکان پر لازماً آتے۔ میں سکول کے دنوں میں چند دفعہ لدھیانہ گیا۔ شاہ صاحب کی بذلہ سنجی بہت پسند آئی وہ ایک دو دفعہ ہمارے گاؤں بھی آئے۔ بسمل صاحب کا نواب رامپور کے ساتھ مناظرہ شاہ صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہمیشہ والد صاحب کے بیگ میں ہوتا تھا۔ میرے چچازاد بھائی چوہدری پیر محمد اختر جو لدھیانہ میں ٹائپ سیکھ رہے تھے شاہ صاحب موصوف کی توجہ کا خاص مرکز تھے کرسمس کے ایام میں شاہ صاحب انہیں قادیان جلسہ پر جانے کی دعوت دیتے اور اصرار کرتے۔ مگر چھٹیاں ہوتیں تو بھائی صاحب چھٹیاں گزارنے گھر چلے جاتے۔ چند سال بعد ان کی تعیناتی امرتسر ہو گئی اور اس طرح وہ قادیان کے نزدیک آگئے۔ ایک اتوار قادیان پہنچ گئے۔ شاہ صاحب بہت حیران ہوئے اور خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ بزرگوں سے ملاقات کرائی اور اہم مقامات کی سیر کرائی۔ دفتر دکھائے۔ رات کو کھانا کھانے لگے تو بھائی صاحب کو کہا یہ حلوہ خاص طور پر آپ کے لئے بنوایا ہے۔ خاص طور پر میرے لئے؟ یہ ہاں آپ کے لئے۔ اس میں جادو کی وہ پڑیا ڈالی گئی ہے جسے کھا کر مہمان بیعت کر لیتا ہے۔

شاہ صاحب قادیان چنیوٹ اور ربوہ میں مجھے اپنی شفقت کا مورد بناتے رہے۔ شاہ صاحب کا ذکر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی ایک کرامت بیان کرنے کے بغیر ادھورا رہے گا سید محمد حسین شاہ صاحب کے ہاں لڑکیاں ہی تھیں۔ اولاد نرینہ سے محروم تھے۔ حضرت مولانا راجیکی صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا۔ مولانا نے فرمایا جب آپ کی بیوی امید سے ہو تو دعا کرو کہ اے خدا تو ہی بہتر جانتا ہے کہ پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا۔ اگر لڑکی ہی ہے تو تو اپنی قدرت کاملہ سے لڑکا بنا دے۔ دعا قبول ہوئی۔ لڑکا پیدا ہوا۔ نام محمد رکھا۔ بعد میں پاس ادب کے مد نظر "جی" کا اضافہ کر دیا۔ یہی ڈاکٹر محمد جی ہمارے بھائی ڈاکٹر نسیم بابر اور سید یوسف سہیل شوق کے والد تھے۔

خاکسار کے احمدی ہونے کے چند ماہ بعد حضرت (-) غلام احمد آف کریام کا مجھے رندھیر کالج کپور تھلہ میں خط ملا جس میں مجھے یہ خاص طور پر تلقین کی گئی تھی کہ تعلیم محنت سے حاصل کروں اور اپنے والد کی اطاعت میں کوئی کمی واقع نہ ہونے دوں۔ تحریر میں خیر خواہی اور خلوص اور اثر انگیز جادو سا تھا۔ والد صاحب حضرت غلام احمد صاحب آف کریام کی عظمت اور پارسائی کے حد درجہ معترف تھے۔ چند ماہ ہوئے حضرت صاحب موصوف کے بارہ میں الفضل میں ایک نوٹ شائع ہوا تھا۔ جس میں میرے خیال میں ان سے پورا انصاف نہیں کیا گیا۔ اگر ان کی زندگی سے درج ذیل واقعہ خارج کر دیا جائے تو ان کی عظمت اور بزرگی کا پورا نقشہ سامنے نہیں آسکتا۔ موضع کریام میں اشتمال اراضی مکمل ہو گیا۔ تحصیلدار علاقہ انتقال اراضی کی کارروائی کے لئے موقع پر پہنچ گیا۔ والد صاحب بطور انسپکٹر محکمہ اشتمال اراضی کی نمائندگی کر رہے تھے۔ حضرت غلام احمد صاحب اور ان کے چچیرے بھائیوں کی اراضی کا کھاتہ پہلے مشترکہ تھا۔ یعنی نصف اراضی ان کی اور نصف ان کے چچیرے بھائیوں کی۔ اشتمال کی کارروائی کے دوران زمین تقسیم ہو کر دو الگ الگ کھاتے بن گئے تھے۔ مگر عین انتقال کے موقع پر ان کے چچیرے بھائی تقسیم کے بارہ میں سمجھوتہ سے منحرف ہو گئے۔ تحصیلدار اور

باقی صفحہ 7 پر

یاد ماضی

الفضل 20 جولائی 1958ء

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل

(خود نوشت حالات) خاکسار عبدالعزیز احمدی بن چراغ الدین صاحب احمدی قوم چغتائی ساکن لاہور۔ کچھ حالات جہاں تک مجھے یاد ہیں اپنی بیعت اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لکھتا ہوں۔

میں نے حضرت (بانی سلسلہ) کی بیعت 1889ء میں کی ہے اور مجھے یاد ہے کہ مجھ سے پہلے صرف ساٹھ آدمی حضرت بانی سلسلہ کی بیعت میں شامل ہوئے موسم سردی کا تھا اور اس روز کچھ بارش بھی تھی۔ جب کہ بٹالہ سے میں یکہ میں قادیان پہنچا اور مجھے یاد ہے کہ ہم تین سواریاں تھیں اور پانچ پیسے فی سواری کے یکے والے نے لئے تھے۔ میرے نانا مسمی میاں قائم الدین بھی ساتھ تھے۔ میری عمر قریباً تیرہ سال کی تھی اس وقت میں دوسری مڈل یعنی ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس سے پہلے میرے والد بزگوار حضرت میاں چراغ الدین صاحب نے بازار سے احیاء العلوم اور تذکرہ الاولیاء خریدیں۔ میں اکثر تذکرۃ الاولیاء کا مطالعہ کیا کرتا تھا اسی مطالعہ کے سبب مجھے اہل اللہ سے شدید محبت ہو گئی اور اس طرح میں پہلے سے عبادات باقاعدہ پڑھتا تھا اور کلام الٰہی کا سبق بھی اپنے استاد حضرت مولوی رحیم اللہ صاحب سے پڑھتا تھا اور ادھر سکول میں پڑھتا تھا۔ (حضرت استاذی المکرم مولوی رحیم اللہ صاحب کے بہت مختصر حالات یہ ہیں کہ حضرت مولوی صاحب بھی احمدی تھے۔ مگر مجھے اپنی بیعت کے بعد معلوم ہوا تھا کہ یہ بھی حضرت بانی سلسلہ کی بیعت میں شامل ہیں۔ یہ بزرگ پہلے تو کثرت سے مثنوی مولانا روم پڑھا کرتے تھے مگر بالآخر کلام الٰہی اس کثرت سے انہوں نے پڑھنا شروع کیا کہ جب بھی میں نے دیکھا آپ تلاوت میں مشغول ہوتے تھے۔ ان کی چار بیویاں تھیں جو ان کی وفات سے پہلے ایک ہی ماہ میں چاروں فوت ہو گئیں۔ جب حضرت بانی سلسلہ لاہور تشریف لائے (میرے بانی سلسلہ کو دیکھنے کا یہ پہلا موقع تھا۔) اور سید مٹھا بازار میں ایک مکان کرایہ پر لیا تھا اور ایک مولوی جو ہندوستان سے آئے تھے اس سے لفظ محدث پر پندرہ دن بحث اسی مکان میں رہی اور جو اس بحث کو لکھتے تھے وہ ہمارے اسلامیہ سکول کے ایک ماسٹر تھے۔ ان دنوں حضرت بانی سلسلہ اسی ہماری بیت میں جس میں مولوی رحیم اللہ صاحب امام تھے۔ عبادت کیا کرتے تھے۔ بظاہر مواحد تھے مگر اہل اللہ سے ان کو بہت محبت تھی۔ چنانچہ حافظ غلام رسول صاحب قلعہ والے اور مولوی عبداللہ صاحب غزنوی سے اکثر میل جول تھا۔ عمر قریباً اسی برس سے زیادہ تھی بہت صالح آدمی تھے) احیاء العلوم اور تذکرۃ الاولیاء کے مطالعہ سے مجھے اہل اللہ سے خاص انس پیدا ہو گیا۔ خصوصاً حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے یہاں تک محبت ہو گئی کہ اکثر خواب میں ان کی زیارت کرتا ایک دفعہ میں نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ گناہ سے بچنے کا کوئی گر ارشاد فرمائیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ "ہمیشہ وضو رکھنے سے انسان گناہ سے بچ جاتا ہے۔" میرا انس حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے اتنا بڑھا کہ مجھ کو میرے استاد اور اکثر دوسرے میرے دوست بایزید لاہوری کہہ کر پکارا کرتے تھے مگر مجھے ایک خلش ہمیشہ رہی کہ اللہ تعالیٰ کوئی ان جیسا نیک آدمی ملا دے تو ان کی زیارت سے آنکھیں منور کروں۔

ان دنوں جبکہ میں ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ہمارے استاد نے (جو دیوان ذوق کا سبق دیا کرتے تھے) پیسہ اخبار منگوایا اور جماعت میں سنایا کہ حضرت بانی سلسلہ نے دعوےٰ کیا ہے اور قادیان میں رہتا ہے اس کے بعد کچھ استہزاء کے الفاظ بھی جو اخبار ہی میں تھے پڑھ کر سنائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ میرے دل میں پہلے سے جس بزرگ کا خیال تھا دل نے کہا کہ ہو نہ ہو یہی وہ بزرگ ہیں مجھے یقین ہو گیا کہ یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے۔ مجھے ضرور قادیان پہنچنا چاہئے۔ چنانچہ قادیان جانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور اپنے نانا کے پاس امرتسر پہنچا اور ان کو اپنے ساتھ قادیان چلنے پر مجبور کیا جب ہم بٹالہ پہنچے تو مجھے یاد ہے کہ میرے نانا نے ایک تھپڑ مجھے رسید کیا۔ کہ کچھ معلوم نہیں کہ قادیان کدھر ہے کیونکہ اس وقت قادیان جانے والے یکے بھی کچھ ایسے زیادہ نہ ہوتے تھے غالباً صرف ایک یکہ تھا۔ جب ہم عصر سے کچھ پہلے قادیان پہنچے بیت مبارک کی جہاں آج کل سیڑھیاں ہیں اس جگہ ایک تخت پوش بچھا ہوتا تھا۔ ہم پوچھتے پوچھتے وہاں تک پہنچے تو حضرت حافظ حامد علی صاحب (جو حضرت بانی سلسلہ کے پرانے خدمت گار تھے) کھڑے تھے وہ ہمیں بیت اقصیٰ میں لے گئے جہاں پر حضرت بانی سلسلہ ادھر ادھر ٹہل رہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک موٹا ڈنڈا تھا جو غالباً کسی پہاڑی لکڑی کا تھا اس پر حضرت صاحب نے مجھ سے بڑی شفقت سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو میں نے عرض کیا کہ لاہور سے آیا ہوں اور میرے والد کا نام میاں چراغ دین ہے۔ عصر پڑھ کر ہم لوگ بیت مبارک والے گول کمرہ میں آئے ہمارے لئے اور ایک اور صاحب کے لئے جو یورپین معلوم ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ میں مدراس سے آیا ہوں) قہوہ اور خطائیاں دست مبارک سے لائے آپ نے مجھ سے پوچھا تم نے کوئی مذہبی کتاب دیکھی ہے۔ جس پر میں نے عرض کیا کہ تذکرۃ الاولیاء پڑھی ہے جس پر حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا "اچھا ہے"۔ ان دنوں حضرت صاحب بیعت ایک ایک آدمی کی لیتے تھے مجھے یاد ہے اس مدراسی نے مجھ سے پہلے بیعت کی تھی میں نے دوسرے روز صبح قریباً دس بجے بیت مبارک میں چھوٹی کھڑکی کے پاس بیعت کی جس کے بعد حضرت صاحب قریباً آدھ گھنٹہ تک مجھے عبادت کی نسبت نصیحت فرماتے رہے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ ایمان کا ستون ہے۔ اور ستون نیچے گر جاویں تو چھت قائم نہیں رہ سکتی۔

اس کے بعد میرے نانا نے مجھ کو کہا کہ واپس چلنا چاہئے۔ جس پر میں نے حضرت بانی سلسلہ سے اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا کچھ دن آپ اور رہیں۔ کیونکہ آپ جیسے یہاں بہت آویں گے۔ اور پھر شناخت مشکل ہو گی۔ مگر میرے نانا نے مجھے بہت تنگ کیا اور کہا کہ تیرا باپ مولوی عبداللہ صاحب کے پاس جا کر اس سے زیادہ نہیں ٹھہرتا۔ جتنا ہم یہاں ٹھہرے ہیں۔ آخر میں نے حضرت صاحب سے اجازت لی اور وہاں سے رخصت ہوئے۔ پھر کئی دفعہ قادیان گیا بیت مبارک میں میاں جان محمد صاحب عبادت کرایا کرتے تھے۔ اور حضرت صاحب اور ہم چند لوگ پیچھے صف میں ہوتے تھے ان دنوں ہمارے سلسلہ کی سخت مخالف تھی کیونکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ان دنوں زور شور سے مخالفت کر رہے تھے۔ ہمارا بازار میں چلنا پھرنا تک دشوار تھا۔ پھر جب حضرت صاحب نے لیکھرام کی نسبت پیش خبری فرمائی تو وہ اشتہار میں نے لاہور میں بانٹے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں محمد ابراہیم ہیڈماسٹر ٹی آئی ہائی سکول

الفضل 20 جولائی 1958ء

تربیتی نظام سے فائدہ اٹھانے کی صحیح عمر

انگریزی میں ایک مقولہ ہے کہ چودہ سال کا بچہ ایک مصیبت ہے دوسروں کے لئے بھی اور خود اپنے لئے بھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عمر کے لحاظ سے نہ وہ پختہ کار ہی ہوتا ہے اور نہ ہی "بچہ" کا لفظ اس پر اطلاق پا سکتا ہے۔ وہ نہ ہی اتنا بڑا ہوتا ہے کہ بڑوں کی مجلس میں بیٹھ سکے اور نہ ہی اتنا چھوٹا کہ بچوں سے کھیل سکے۔ گویا نہ وہ کوؤں میں نہ ہنسوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بڑے اور چھوٹے ہر دو طبقوں میں ناپسندیدہ شخص قرار پاتا ہے نہ بچے اس پر اعتماد کرتے ہیں اور نہ بڑے اس کو پاس آنے دیتے ہیں۔ بڑے کہتے ہیں تم ابھی بچے ہو نا سمجھ ہو۔ ناتجربہ کار ہو۔ بچوں میں بیٹھو اور بچے کہتے ہیں تم بڑے ہو قد نکال چکے ہو۔ ہماری مجالس میں مت بیٹھو۔

ماہرین تعلیم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ چودہ پندرہ سال کی عمر تک پہنچ کر بچہ اپنی عادات اور کردار میں پختہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لئے اس عمر کے بعد اس کی عادات کو بدلنے کی کوشش کرنا سودمند نہیں ہوتا۔ اگر بچہ کو نیک عادات اور پسندیدہ اخلاق سکھانا مطلوب ہے۔ تو اس عمر سے پہلے اس کی تربیت شروع کریں۔ خود میرے تجربہ میں بھی یہی بات آئی ہے۔ جو بچے بچپن سے ہمارے پاس آتے ہیں اور ہماری تربیت میں داخل ہوتے ہیں وہ عموماً میٹرک پاس کرنے تک دینی اور تربیتی لحاظ سے قوم کے لائق سپوت بن کر نکلتے ہیں۔ ان میں سلسلہ کی روایات کو اپنانے اور اساتذہ کی تربیت سے استفادہ کرنے کا ملکہ قدرتی طور پر وافر ہوتا ہے اور مربیوں کے لئے ان کو دینی ماحول اور تعلیم میں ڈھالنا آسان ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے بچے یہاں سے فارغ ہو کر بالعموم والدین اور سلسلہ کی نیک نامی کا باعث ہوتے ہیں۔ لیکن جو بچے نسبتاً بڑی عمر میں ہماری تربیت میں آتے ہیں وہ بالعموم سکول کے انتظام سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ بلکہ بجائے اس کے کہ وہ یہاں سے کچھ سیکھ کر جائیں جو "زہر" وہ باہر سے اپنے ساتھ لاتے ہیں وہ یہاں پھیلا دیتے ہیں اور ان کے بداثرات سے ان کے بعض ہم جماعت اور ہم جولی بھی متاثر ہونے لگتے ہیں اور یہ جراثیم آگے چلتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری اقامت گاہ میں جس میں مکین طلباء کی تربیت میں عملہ کوشاں رہتا ہے۔ ایک حصہ ایسا موجود رہتا ہے جو ناپسندیدہ ہوتا ہے اور اس کا خمیازہ ان والدین کو بھگتنا پڑتا ہے جو اس امید پر ہر طالب علم کو یہاں پر بھجواتے ہیں کہ ان کے بچے تعلیمی اور اخلاقی اعتبار سے بلند ہو جائیں گے۔ بڑی عمر میں یہاں داخل ہونے والے طلباء عموماً ایسے ہوتے ہیں جو اخلاق اور تعلیم دونوں لحاظ سے ادنیٰ ہوتے ہیں۔ ان کے مرکز کے قیام سے ان کو قابل ذکر فائدہ نہیں پہنچتا۔ لیکن لامحالہ وہ قومی نقصان کا باعث بنتے ہیں ان کی موجودگی سے خود سکول اور بورڈنگ ہاؤس کا تعلیمی اور اخلاقی معیار پست ہو جاتا ہے اور ان کا بد اثر ان سے چھوٹی عمر کے بچوں اور درسگاہ کے نظم و ضبط پر پڑتا ہے۔ اپنے مرکزی ادارہ کی نیک شہرت کو قائم رکھنا اور اس میں عملہ کی اعانت کرنا جملہ احباب کا فرض ہے اور اس فرض کی ادائیگی اسی صورت میں احسن طور پر ہو سکتی ہے کہ احباب اپنے بچوں کو ساتویں حد آٹھویں جماعت میں ربوہ بھجوانے کا انتظام کریں آجکل احباب بالعموم دسویں جماعت میں یہاں بھجواتے ہیں اور وہ بھی ایسی حالت میں کہ بچہ خاصا بگڑ چکا ہو اور اصلاح کا کوئی موقعہ باقی نہ رہ گیا ہو بچہ اپنی بدعادات میں پختہ ہو اور بجائے مرکز کے انتظام سے استفادہ کرنے کے یہ بڑے لڑکے الٹا نظام کی پریشانیوں میں اضافہ کرنے کا موجب ہو حالانکہ مرکزی تعلیم و تربیت سے فائدہ اٹھانے اور صحیح اور سچا خادم دین بننے کے لئے بچوں کا چھوٹی عمر میں جبکہ وہ چودہ سال سے نیچے ہوں ہمارے پاس آنا انفرادی اور قومی لحاظ سے مفید ہوتا ہے۔ چھوٹی عمر میں بچہ بھی جلد اثر قبول کرتا ہے اور ہر سانچہ میں ڈھل جاتا ہے۔

احباب کو چاہئے کہ متذکرہ حقیقت کو سمجھتے ہوئے اپنے بچوں کو مناسب عمر میں یہاں بھجوائیں تاکہ وہ نسبتاً لمبا عرصہ یہاں رہ کر مرکز کے فیوض سے خوش کن حد تک متاثر ہو سکیں اور ان کا روپیہ جو وہ اپنے بچوں سے ربوہ کے قیام میں خرچ کرتے ہیں صحیح مصرف میں آئے۔ اور ان کے بچے اسی رنگ میں رنگین ہوں جس میں وہ احباب انہیں رنگنا چاہتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

گجرال کے حریف لالو پرشاد یادیو کا استعفیٰ

وزیر اعظم بھارت آئی کے گجرال کی اپنی جماعت میں پھوٹ پڑنے کے بعد ان کی حکومت کو جو خطرہ پیدا ہو گیا تھا اب اس میں قدرے کمی ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کے مخالف دھڑے کے سربراہ اور بھارتی ریاست بہار کے وزیر اعلیٰ لالو پرشاد یادیو نے اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ انہوں نے یہ اقدام پٹنہ ہائی کورٹ کی طرف سے اپنے خلاف جاری کئے گئے وارنٹ گرفتاری کے بعد اٹھایا ہے۔ بھارتی تفتیشی ادارے سی۔بی۔آئی کی طرف سے لالو پرشاد یادیو پر چارہ گھپلے میں کروڑوں روپے کی خورد برد کا الزام لگایا گیا ہے۔ یادیو نے اس کیس میں عدالت میں ضمانت قبل از گرفتاری کی درخواست دائر کر رکھی تھی جس کو عدالت نے مسترد کر دیا اور یادیو اور ان کے تین اہم ساتھیوں کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے۔

یاد رہے کہ لالو پرشاد کا شمار بھارت کے چوٹی کے سیاست دانوں میں ہوتا ہے اور انہوں نے گجرال کے کہنے کے باوجود بہار کی وزارت اعلیٰ سے استعفیٰ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اور اپنا الگ دھڑا بنا لیا تھا اور کافی سیاست دانوں کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ اور ان کی ضد سے وزیر اعظم گجرال کی حکومت کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا تھا جو کہ اب وقتی طور پر ٹل گیا ہے۔ لیکن ان کا اثر و رسوخ اپنے علاقہ میں اس قدر زیادہ ہے کہ حکومت کو خطرہ ہے کہ ان کی گرفتاری پر صوبہ بہار میں مرکزی حکومت کے خلاف بغاوت تک نوبت پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے ان کی درخواست قبل از گرفتاری منسوخ ہونے اور عدالت کی طرف سے ان کے خلاف وارنٹ گرفتاری جاری ہونے کے ساتھ ہی مرکزی حکومت نے سینٹرل ریزرو افواج اور دیگر سیکورٹی فورسز کو صوبہ بہار میں داخل کر دیا ہے اور ان فورسز نے پٹنہ شہر کے علاوہ پورے صوبے میں مورچے سنبھال لئے ہیں اور ہر ایمرجنسی کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھے ہوئے ہیں۔

OOO

اقوام متحدہ میں اصلاحات

اقوام متحدہ میں اصلاحات کا معاملہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے تجویز پیش کی ہے کہ عالمی ادارے کو بہتر طور پر چلانے کے لئے رکن ممالک پر مشتمل ایک کابینہ تشکیل دی جائے۔ جو اپنے معاملات میں بااختیار ہو۔ کوفی عنان کی اس تجویز پر امریکہ کا کہنا ہے کہ سلامتی کونسل کے مستقل ارکان میں جرمنی اور جاپان کے علاوہ تین ترقی پذیر ممالک بھی شامل کئے جائیں۔ جھگڑا اب اس بات پر ہے کہ آسیان تنظیم کے ممالک نے مطالبہ کیا ہے کہ سلامتی کونسل کے نئے ممبر بننے والے نئے ممالک کو ویٹو کا حق دیا جائے لیکن امریکہ اس بات کے حق میں نہیں ہے اور ویٹو کا حق صرف پرانے ممبران کے پاس رکھے جانے کا ہی حامی ہے۔ جبکہ صدر جنرل اسمبلی رضا لی اسماعیل نئے ممبران کو بھی یہ حق دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے امریکہ کو اس بناء پر تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ امریکہ نے ہنوز اقوام متحدہ کا واجب الادا ایک بلین ڈالر پر مشتمل اپنا حصہ ادا نہیں کیا۔ جو کہ ایک انتہائی افسوسناک امر ہے۔ امریکہ کا یہ رویہ حیران کن ہے کہ وہ سیکورٹی کونسل اور اقوام متحدہ کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال بھی کر رہا ہے اور اپنے حصہ کی رقم بھی ادا کرنے سے انکاری ہے اور بہانہ یہ ہے کہ سیکرٹری جنرل نے اقوام متحدہ کے اخراجات کم کرنے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا جو کہ ایک ایسا امر ہے کہ اسے صرف ایک ملک کی صوابدید کے مطابق طے نہیں کیا جا سکتا۔

OOO

مغربی ممالک کے سٹہ باز آسیان کے لئے خطرہ

ملائشیا کے وزیر اعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد نے کہا ہے کہ مغربی ممالک کے سرمایہ کار سٹے باز جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کی اقتصادیات کو کمزور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آسیان ممالک کے وزرائے خارجہ کی میٹنگ کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے یہ بات کہی۔ انہوں نے اسی تقریر میں مغربی ممالک پر شدید تنقید کی اور کہا کہ آسیان کو اپنے معاملات میں مغربی ملکوں کی مداخلت کو مسترد کر دینا چاہئے اور کسی صورت میں بھی ان کا دباؤ قبول نہیں کرنا چاہئے۔ انہوں نے بین الاقوامی سرمایہ کاروں پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا کہ جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک کی کرنسیوں پر دباؤ کے لئے یہ مغربی سرمایہ کار ہی ذمہ دار ہیں انہوں نے کہا کہ جنوب مشرقی ممالک کے پاس آزاد منڈیوں اور کھلے معاشروں پر نمایاں طور پر تشویش کا معقول جواز ہے۔ کیونکہ سٹے باز کچھ ارب ڈالر کی رقم استعمال کر کے اس تمام اقتصادی ترقی پر پانی پھیر سکتے ہیں جو آسیان نے اب تک حاصل کی ہے۔ انہوں نے آٹھ ترقی یافتہ ممالک کے کردار کی مذمت کی اور کہا کہ یہی ممالک دوسرے ترقی پذیر ممالک کی قسمتوں کا فیصلہ کرتے ہیں۔ اور ان کی کھلی منڈیوں کی پالیسی کا مقصد ترقی پذیر اقوام کو اپنی محکومی میں رکھنا ہے۔

OOO

ہانگ کانگ کی چین کو واپسی کا پاکستان پر اثر

ہانگ کانگ کی چین کو واپسی سے قدرتی طور پر مشرق بعید کی منڈیوں پر چینی اثر و رسوخ میں اضافہ ہو گا جہاں پاکستان اپنا 90 فیصد سوتی کپڑا برآمد کرتا ہے۔ ہانگ کانگ پاکستانی گرے کلاتھ کا سب سے بڑا درآمد کنندہ ہے۔ جبکہ چین ان مصنوعات کو خود برآمد کرتا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ہانگ کانگ کی منڈیوں میں اس کی مصنوعات پاکستانی کپڑے اور دھاگے کی جگہ لے لیں۔ جس سے پاکستان کی برآمدی تجارت پر برے اثرات پڑنے کا اندیشہ ہے۔ یہ صورت حال مشرق بعید میں ان مصنوعات کی قیمتوں پر بھی اثرانداز ہوئی ہے۔ جہاں سوتی دھاگے کی قیمتیں 500 ڈالر فی گانٹھ سے کم ہو کر 470 ڈالر فی گانٹھ ہو گئی ہیں۔ جبکہ چین سوتی دھاگہ 450 ڈالر فی گانٹھ کے حساب سے برآمد کرتا ہے۔

OOO

اسرائیل کی نئی شرارت

اسرائیل نے شام کے علاقے جولان کی پہاڑیوں پر 1967ء کی جنگ میں غاصبانہ قبضہ کیا تھا۔ اس علاقے کی واگزاری کے لئے کئی برسوں کے دوران متعدد بار مذاکرات بھی ہوئے جو ناکام رہے اور اسرائیل کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا۔ اب اسرائیل نے ایک نیا اقدام کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی پارلیمنٹ نے ایک بل منظور کیا ہے جس کے تحت جولان کو اسرائیل کا حصہ قرار دیا ہے۔ لیکن عرب لیگ نے اسرائیلی پارلیمنٹ کے اس فیصلے کو مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ فیصلہ بین الاقوامی طور پر غلط ہے اور اسرائیل کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ غصب شدہ علاقے کو اپنے ملک کا حصہ بنا لے۔ بہرحال اس فیصلے سے مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لئے مذاکرات یقیناً متاثر ہوں گے۔ عرب لیگ نے اقوام متحدہ سے بھی کہا ہے کہ وہ اسرائیل کے اس جارحانہ قبضے کو ختم کرانے کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔

OOO

آذربائی جان۔ اگلا کویت

آذربائی جان وسطی ایشیا کی ایک اہم مسلم ریاست ہے۔ اس کے پاس تیل اور گیس کی لاانتہا دولت ہے جسے روس اپنی بالادستی کے دوران اپنے فائدہ کے لئے استعمال کرتا رہا لیکن اس کے باوجود ابھی بھی آذربائی جان کی سرزمین کے نیچے تیل اور گیس کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجود ہے۔ جس کی مقدار کویت یا سعودی عرب کے تیل سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں آذربائی جان دنیا کے سب سے پرانے تیل پیدا کرنے والے ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ 1901ء میں آذربائی جان کے تیل کی پیداوار دنیا میں پیدا کئے جانے والے تمام تیل کے نصف کے برابر تھی۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ کیسپین سمندر کے اس علاقے میں تیل کے ذخیروں کی مقدار 90 بلین بیرل کے قریب ہے۔ جو کہ تقریباً کویت کے تیل کے برابر ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اگلے دھاکے کے نصف تک تیل کی پیداوار اپنی انتہا کو چھو لے گی جس سے آذربائی جان ایک انتہائی امیر ملک بن جائے گا اس مقصد کے لئے ایک آذربائی جان تیل گیس آپریٹنگ کمپنی قائم کی گئی ہے جس میں گیارہ ملٹی نیشنل کمپنیاں حصہ دار ہیں۔ یہ کمپنیاں امریکہ' برطانیہ' روس' ترکی' جاپان اور ناروے اور سعودی عرب پر مشتمل ہیں۔ ان کمپنیوں کے ملک میں آنے کی وجہ سے لوکل آبادی کو تین ہزار نوکریاں مل چکی ہیں اور جوں جوں ان کا دائر کار وسیع ہو گا مزید روزگار کے مواقع کھلتے چلے جائیں گے اگرچہ ابھی ملک میں بے روزگاری عام ہے لیکن امید ہے جلد ہی صورت حال بدل جائے گی۔ اور آذربائی جان کی قسمت بھی بدل جائے گی۔

OOO

ہائی بلڈ پریشر سے بچنے کے آسان طریق

ہائی بلڈ پریشر موجودہ دور کی ایسی بیماری ہے جو کہ انتہائی تیزی سے پھیل رہی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کی وجہ صرف موجودہ زمانہ کی بے اعتدالیوں سے اور بے قاعدگیوں کی وجہ سے ہے۔ اور اگر صرف چند ایک باتوں کا خیال رکھا جائے تو بہت سارے لوگ اس پریشانی سے نجات پا سکتے ہیں یا کم از کم اس کی تکالیف کم ہو سکتی ہیں۔ ان باتوں میں سے چند ایک یہ ہیں۔

اول یہ کہ اگر آپ تمباکو نوشی کرتے ہیں تو اس کو خیرباد کہہ دیں۔ اور اس میں صرف سگریٹ نوشی ہی نہیں بلکہ نسوار۔ پان وغیرہ کسی بھی صورت میں تمباکو نوشی مضر صحت ہے اور خاص طور پر ہائی بلڈ پریشر کے لئے۔

دوئم یہ کہ اپنے وزن کو کبھی بڑھنے نہیں دینا چاہئے زیادہ وزن کی وجہ سے دل کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ اور چونکہ بلڈ پریشر کا تعلق بھی دل سے ہوتا ہے اس لئے اگر آپ کے دل کو زیادہ آرام ملے گا تو بلڈ پریشر کی تکلیف بھی کم ہو گی۔

سوئم کھانے میں گوشت 'شکر' اور روغنی اشیاء سے پرہیز کریں اور ان کی جگہ سبزیوں دالوں اور دیگر کم روغنی اجزاء والی خوراک کو ترجیح دیں۔

چہارم نمک کا استعمال کم کریں۔ کیونکہ نمک ہائی بلڈ پریشر کو بڑھانے کا موجب ہوتا ہے۔ اگرچہ نمک کا مکمل طور پر استعمال نہ کرنا بھی مناسب نہیں کیونکہ ایسی صورت میں سخت کمزوری لاحق ہو سکتی ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ نمک کا استعمال کم کیا جائے اور احتیاط برتی جائے۔

پنجم ذہنی دباؤ کو کم کریں۔ اگرچہ یہ ایک ایسا امر ہے جس کے لئے کوئی نسخہ تو بتایا نہیں جا سکتا لیکن یہ آپ کی اپنی کوشش پہ منحصر ہے آپ اس معاملے میں صرف اپنی مدد آپ کر سکتے ہیں لیکن اس کا اثر ہائی بلڈ پریشر کم کرنے میں حیران کن ہوتا ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنی زندگی کو منظم کریں اور صابر و شاکر زندگی گزاریں۔ دن میں آرام ضرور کریں اور زیادہ کام سے گریز کریں۔ جو ضروری ہو اتنا ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریں۔ زندگی کے مثبت پہلو تلاش کریں اور منفی پہلوؤں سے بچتے رہیں۔ اور توہمات سے بچنے کی کوشش کریں۔

OOO

بقیہ صفحہ 3

میں پڑھایا جس میں دور و نزدیک سے آئے ہوئے ہزاروں احباب نے شرکت کی جنازہ 9 بجے صبح 24 مئی 1997ء کو ہوا اور دس بجے بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ خاص میں تدفین عمل میں آئی۔ اسی روز حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے جرمنی میں جمعہ کا خطبہ دیا اور اس میں بھی حضرت سیدہ موصوفہ کا ذکر خیر فرمایا حضرت صاحب نے وہ تفصیلات بھی بیان فرمائیں جن کے نتیجہ میں موصوفہ نے اپنی ساری جائیداد اور اثاثہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے وقف فرما دیا تھا جس میں سے تین لاکھ مارک جرمنی میں سو بیوت الذکر کے منصوبے میں استعمال ہو گا۔ یہ آپ کے انجام بخیر اور صدقہ جاریہ کا عظیم ثبوت ہے اور فی الواقع اپنے عظیم آباؤ اجداد کے لئے برکتیں لانے کا موجب ہے جیسا کہ آپ کے والد محترم کو آپ کی پیدائش پر دکھایا گیا تھا۔ حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کو لجنہ اماء اللہ کے سلسلہ میں بھی خدمات کی توفیق ملتی رہی حضرت امام جماعت الثانی نے احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی ہی ایک حرم (حضرت سیدہ امتہ الحی صاحبہ بنت حضرت امام اول) کی تحریک پر لجنہ اماء اللہ جاری فرمائی تھی اس ذیلی تنظیم میں حضرت امام الثانی کی سب ازواج کو کام کرنے اور دینی خدمت بجالانے کی توفیق ملتی رہی۔ آپ کو یہ سعادت بھی حاصل رہی کہ حضرت امام جماعت الثانی کی مصروفیت اور بیماری کے دوران حضرت صاحب کی تقاریر کی ڈکٹیشن لیتی رہیں اور اس کے علاوہ بھی حضرت صاحب کے علمی کاموں میں معاونت فرماتی رہیں آپ خود بھی ایک اچھا لکھنے والی مبارک خاتون تھیں۔ آپ کے جلسہ سالانہ کے کئی خطاب شائع شدہ ہیں آپ کی تحریر میں بڑی مٹھاس اور درد نظر آتا ہے۔ آپ کا نام اپنی تحریروں اور خدمات دینیہ اور حضرت امام جماعت الثانی کے نام کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

اے خدا بر تربت او ابر رحمتہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

بقیہ صفحہ 4

انسپکٹر اشتمال اراضی نے بہتیرا زور لگایا کہ پہلا سمجھوتہ قائم رہے اور اسے کالعدم کر کے پنڈورا بکس نہ کھولا جائے۔ مگر افسروں کی ساری کوشش رائیگاں گئی۔ اس پر حضرت غلام احمد صاحب نے فرمایا میرے بھائی زمین کے دو حصے بنا دیں۔ ایک حصہ میں منتخب کر لوں گا۔ ان کے بھائیوں کی طرف سے صاف انکار تھا۔ جس پر انہوں نے دوسری تجویز یہ پیش کی میں کل اراضی کے دو حصے بنا دیتا ہوں۔ میرے بھائی جو حصہ چاہیں لے لیں۔ ان کے بھائیوں نے یہ تجویز بھی رد کر دی اور انصاف پسندی کو اس طرح پامال کر دیا گویا ان کے ذہن میں حق و انصاف کا خانہ سرے سے خالی تھا۔ حسن معاشرت کا طور طریق تو بہت دور کی بات تھیں۔ تحصیلدار حیرت سے سراسیمہ تھا اور انسپکٹر اشتمال اراضی انگشت بدنداں۔ آخر کار انہوں نے ایک اور تجویز پیش کر دی۔ انہوں نے کہا میرے بھائی خود زمین دو حصوں میں تقسیم کر دیں۔ جو نصف چاہیں آپ رکھ لیں اور دوسرا نصف مجھے دے دیں۔ حاجی صاحب کے بھائی فوراً رضامند ہو گئے۔ انہوں نے سرکاری افسروں اور گاؤں کے لوگوں کے پروٹسٹ کی کوئی پرواہ نہ کی۔ چنانچہ گاؤں سے دور کی اراضی حضرت غلام احمد صاحب کو دے دی گئی اور وہ زمین جو گاؤں سے بالکل ملحق تھی برادران یوسف نے رکھ لی۔ کھاد کا انتظام ساکنان دیہہ رفع حاجت کے ذریعہ کرتے تھے۔ جس کے نتیجہ میں بڑی پیداوار ہوتی۔ یہ صورت حال دیر تک قائم نہ رہی۔ حضرت غلام احمد صاحب کے بھائیوں کی زمین سیم زدہ ہونے کے باعث بالکل ناکارہ ہو گئی جبکہ ان کی زمین آخر تک ٹھیک پیداوار دیتی رہی۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ڈاکٹر چوہدری نور الدین ایم۔ ایس۔ سی پی ایچ ڈی اور چوہدری احمد دین جیسی لائق اور نیک اولاد دے کر مزید فضل کیا۔ ایسی اولاد سب والدین کے لئے قابل رشک ہوتی ہے۔ حضرت مولانا نور الدین امام اول جماعت احمدیہ نے یونہی تو نہیں فرمایا تھا کہ جالندھر اور ہوشیار پور کے جس احمدی کو قادیان آنے کی استطاعت نہ ہو وہ غلام احمد آف کریام کو مل لیا کرے۔

بقیہ صفحہ 1

بتائی جو مباہلہ کا شکار ہوئے۔

حضرت صاحب نے پاکستان کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان میں اس سال اب تک 55 مولوی قتل ہوئے ہیں جبکہ 41 طبعی موت مرے ہیں 2644۔ افراد دہشت گردی اور بم دھماکوں میں مارے گئے۔ 292 گینگ ریپ کے واقعات ہوئے۔ وزیر اعظم نواز شریف کے مشیر قانون خالد انور نے بتایا کہ گزشتہ چار سال میں مذہبی دہشت گردی میں اتنے لوگ نہیں مارے گئے جتنے 1997ء کے پہلے چار ماہ میں مارے گئے ہیں۔

عالمی سطح پر جماعت احمدیہ کی کامیابیاں

حضرت صاحب نے دنیا بھر کے ممالک میں جماعت احمدیہ کی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا خدا کے فضل و کرم سے 153 ممالک میں احمدیت پھیل چکی ہے۔ اس سال کروشیا میں احمدیت کا پودا لگا ہے۔ جماعت جرمنی کے سپرد جو ممالک تھے ان میں یہ چھٹا ملک ہے جہاں احمدیت کا نفاذ ہوا ہے۔ اس سے پہلے جماعت جرمنی کے ذریعے بلغاریہ' بوسنیا' رومانیہ' مقدونیہ اور سلووینیہ میں احمدیت قائم ہو چکی ہے۔

امریکہ کے سپرد 15 ممالک تھے۔ مگر اب تک جماعت امریکہ کی توجہ نظم و ضبط اور مالی امور کی طرف تھی جس میں خدا کے فضل و کرم سے ان کو غیر معمولی کامیابیاں ملی ہیں۔ ان کا 8 ملین کا بجٹ تھا جو بہت بڑا بجٹ تھا وہ اب 9 ملین سے بڑھ چکا ہے۔ اب امریکہ کی جماعت نے وعدہ کیا ہے کہ اب وہ دعوت الی اللہ کے میدان میں بھی آگے بڑھیں گے۔ سردست انہیں صرف ایک ملک جمیکا میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

ٹرینیڈاڈ کے سپرد 8 ممالک تھے جن میں دو میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ گوئٹے مالا کے سپرد وسطی امریکہ کے 4 ممالک تھے ان میں سے ایک ملک ایل سلواڈور میں کامیابی ہوئی ہے۔

نئی جماعتوں کا قیام

دنیا بھر میں نئی جماعتوں کے قیام کے بارے میں حضرت صاحب نے بیان فرمایا کہ اس سال اللہ کے فضل و کرم سے 2236 نئی جماعتیں بنی ہیں۔ ان میں سے 1576 وہ ہیں جہاں جماعتی نظام پورے طور پر مستحکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا اپریل 1984ء سے اب تک پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں جماعتوں کی تعداد میں 9035 کا اضافہ ہو چکا ہے۔ نئی جماعتوں کے قیام میں سال رواں میں جن ممالک کو نمایاں خدمت کی توفیق ملی ہے ان میں بھارت نمبر 1 رہا ہے۔ انہوں نے بیعتوں میں اتنی زیادہ کامیابی حاصل کی ہے کہ اس سال اور ماضی کے دو تین سال جمع کر لیں تو یہ کامیابی حضرت بانی سلسلہ کے دور میں احمدیوں کی کل تعداد کے برابر بن جاتی ہے۔ اور اس میں خدا کے فضل سے اضافہ ہو رہا ہے۔ نئی جماعتوں کے قیام میں بورکینا فاسو دوم ہے۔ جہاں 333 نئی جماعتیں قائم ہوئیں۔ آئیوری کوسٹ تیسرے نمبر پر ہے۔ گیمبیا چوتھے نمبر پر اور گھانا پانچویں نمبر پر ہے۔

نئی بیوت الذکر

حضرت صاحب نے فرمایا اس سال 106 نئی بیوت الذکر تعمیر ہوئیں جبکہ بنی بنائی بیوت جو جماعت احمدیہ کو ملیں ان کی تعداد 809 ہے اس طرح کل 915 بیوت الذکر کا اس سال اضافہ ہوا۔

حضرت صاحب نے فرمایا 84ء سے اب تک 13 سالوں کے عرصے میں کئی احمدیہ بیوت الذکر مسمار کی گئیں یا ان کو خالی کرا لیا گیا لیکن ان سب کی تعداد 30-40 سے زائد نہیں۔ جبکہ 1984ء سے اب تک اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو مجموعی طور پر پانچ ہزار پینتالیس بیوت الذکر عطا کی ہیں ان میں 4236 عبادت گزاروں کے ساتھ ملی ہیں۔ عبادت گزاروں کے ساتھ ملنے والی بیوت میں سیرالیون اول ہے۔ اس کے علاوہ بورکینا فاسو' آئیوری کوسٹ' سینی گال اور گنی بساؤ اس میں نمایاں ہیں۔

دعوت الی اللہ کے مراکز میں اضافہ

1984ء میں 72 ممالک میں 287 دعوت الی اللہ کے مراکز تھے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے 97 ممالک میں 602 مشن ہاؤسز قائم ہیں۔

اس ضمن میں حضرت صاحب نے بعض ممالک کا مختصر تذکرہ فرمایا۔ امریکہ میں سان ہووے کے مقام پر حال ہی میں ساڑھے آٹھ لاکھ ڈالر کے خرچ سے اڑھائی ایکڑ رقبے پر بیت الذکر بنی ہے۔ بوسٹن میں نئی بیت الذکر اور مشن کا افتتاح حضرت صاحب نے اس سال کے دورہ کے دوران فرمایا۔ شگاگو میں نئی بیت الذکر کی تعمیر کی داغ بیل ڈالی۔ ڈلاس میں پونے پانچ ایکڑ رقبے کی زمین حاصل کی گئی۔

اپریل 1984ء تک امریکہ میں 8 مشن ہاؤسز تھے جو سارے چھوٹے چھوٹے تھے۔ اس وقت خدا کے فضل سے ان کی تعداد 35 ہو چکی ہے۔ گویا 61 سال میں 8 مشن ہاؤسز بنے اور 1984ء کے بعد کئے 13 سالوں میں 27 نئے بن گئے۔

کینیڈا کے بارے میں فرمایا کہ وہاں بھی 100 بیوت الذکر کے قیام کی خواہش ہے۔ نئے مشن ہاؤسز اور وسیع جگہیں حاصل کی جا رہی ہیں۔

یورپ میں بھی مشن ہاؤسز میں اضافہ ہوا ہے۔ ایشیائی ممالک میں 14 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔ انڈونیشیا میں بڑے بڑے منصوبے بنائے گئے ہیں حضرت صاحب نے فرمایا میں نے کینیڈا اور دیگر ممالک کو کہا کہ آپ بڑے قطعات حاصل کرنے اور بڑے منصوبے بنانے اور بڑی بیوت الذکر کی تعمیر کی بجائے چھوٹی چھوٹی بیوت الذکر بنائیں اور یہ بات یاد رکھیں کہ جہاں بھی آپ چھوٹی بیت الذکر بنائیں گے۔ اللہ اپنے فضل سے اس کو ضرور چھوٹا کر دے گا یہ اللہ سے بڑی بیوت الذکر حاصل کرنے کی ترکیب ہے۔ اللہ ہمیں بڑی بیوت الذکر بنانے کی بھی توفیق عطا کر دے گا۔

مربیان کی کل تعداد

حضرت صاحب نے فرمایا کہ 13 سال قبل 366 مربیان و معلمین خدمات دین سرانجام دے رہے تھے آج خدا کے فضل و کرم سے ان کی تعداد 962 ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے پر عیسائی مشنریوں کی دنیا بھر کی تعداد ایک ملین (دس لاکھ) ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا لیکن ایک ملین کی تعداد کے ساتھ چلنے والے کوئی نہیں۔ ہمارے تو بعض اوقات ایک ایک مربی کے ساتھ دعوت الی اللہ کے کام میں مستعد احمدیوں کی تعداد ایک ایک لاکھ ہوتی ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ (باقی آئندہ)

ضرورت گیٹ کیپرو چوکیدار

○ نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں فوری طور پر گیٹ کیپرو چوکیدار کی ضرورت ہے ایسے احباب جو ریٹائرڈ فوجی ہوں اور جن کی عمر 40 سے 50 سال کے درمیان ہو اپنی درخواستیں صدر صاحب محلہ کی تصدیق کے ساتھ دفتر نصرت جہاں اکیڈمی میں جمع کروا دیں انٹرویو یکم اگست 1997ء بوقت صبح ساڑھے آٹھ بجے نصرت جہاں اکیڈمی میں ہو گا۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

خبریں

ربوہ : 30 جولائی-1997ء
درجہ حرارت کم ازکم 27 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 31 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ نئے قانون کے بعد دہشت گرد جلد کیفر کردار تک پہنچ جائیں گے۔ دہشت گردی کے سلسلے میں قانون سازی کے لئے مثبت پیش رفت ہوئی ہے۔ بے نظیر کی طرف سے زرعی پالیسی کے خلاف تحریک چلانے کا اعلان غیر منطقی اور منفی ہے۔

○ حکومت نے آئین میں ترامیم کے لئے پارلیمانی امور کے وفاقی وزیر یاسین وٹو کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیراعظم کے مشیر برائے قانون خالد انور نے کہا ہے کہ 1973ء کے آئین میں کئی شقیں ایک دوسرے سے متصادم ہیں۔ تضادات اور ابہام کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

○ 9 گھنٹے کی بارش نے لاہور میں تباہی مچادی ہے۔ صوبائی دارالحکومت میں 90 ملی میٹر بارش ہوئی۔ شہر کے کئی علاقے چار چار فٹ پانی میں ڈوب گئے۔ لاہور میں سڑکوں اور گلیوں نے گندے نالہ کا روپ دھار لیا۔ واسا کا سارا انتظام فیل ہو گیا۔ کچی آبادیوں کے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔ متعدد مکانات زمین بوس ہو گئے۔ مارکیٹوں کے تہہ خانوں میں پانی داخل ہونے سے کروڑوں روپے کا قیمتی سامان تباہ ہو گیا۔ سمن آباد، گلشن راوی، سبزہ زار، شاہ عالمی، رحمان گلیاں، بھاٹی اور لوہاری میں سڑکیں کئی کئی فٹ پانی میں ڈوب گئیں۔

○ بارشوں سے گوجرانوالہ شہر زیر آب آ گیا۔ وزیر آباد میں مضافاتی آبادیاں تالاب بن گئیں۔ تاندلیانوالہ میں بارشوں اور نہر ٹوٹنے سے سینکڑوں ایکڑ اراضی پر کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں۔

○ سیالکوٹ، مظفر گڑھ، چک جھمرہ اور دیگر علاقوں میں زبردست بارش سے تباہی ہوئی۔ دریائے چناب اور سندھ بھرنے لگ گئے۔ کالا باغ کے مقام پر پانی خطرے کے نشان تک پہنچ گیا۔ مختلف شہروں میں 21۔ افراد کے ہلاک ہونے کی خبریں ملی ہیں۔

○ پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن اور قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو لندن جانے کے لئے کراچی ایرپورٹ پہنچیں تو ایف آئی اے حکام نے انہیں یہ کہہ کر روک لیا کہ ان کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں ہے۔ طیارے سے ان کا سامان بھی اتار لیا گیا۔ بے نظیر احتجاجاً لاؤنج میں بیٹھ گئیں۔ وزارت داخلہ نے انہیں روکنے کے کسی حکم سے لاعلمی ظاہر کر دی۔ ایف آئی اے نے بات چیت کے بعد اجازت دے دی۔ جس کے دو گھنٹہ بعد محترمہ بے نظیر بھٹو لندن روانہ ہو گئیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس واقعہ پر احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی قیادت کو عالمی سطح پر بدنام کرنے کے لئے بے ہودہ کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ میرے ساتھ یہ سلوک ناقابل فہم ہے۔ پوری قوم کی اس سے توہین ہوئی ہے۔

○ مذہبی امور کمیٹی کا اجلاس چیئرمین سینٹر پروفیسر ساجد میر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں وزیر مذہبی امور راجہ ظفرالحق سینٹر جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ، سینٹر جاوید اقبال، سینٹر مولانا عبدالستار نیازی، سینٹر حافظ فضل محمد نے شرکت کی۔ وزیر مذہبی امور نے کہا کہ مغرب میں توہین رسالت کے قانون کے بارے میں بے بنیاد پراپیگنڈہ کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ پاکستان میں یہ قانون تمام مذاہب کے لئے ہے۔

○ کسان بچاؤ تحریک کی اپیل پر ضلع سرگودھا کے کئی مقامات سے کسانوں نے گرفتاریاں پیش کیں۔ کسان بچاؤ تحریک کے رہنما ناصر جاوید گھمن اور ملک نصراللہ سمیت 12 کسانوں کو سرگودھا سے میانوالی جیل بھیج دیا گیا۔ 6۔ کے خلاف مقدمات درج کر لئے گئے۔ 42 کسانوں کو رہا کر دیا گیا ہے۔

○ آزاد کشمیر کے دارالحکومت مظفر آباد کے قریب موسلادھار بارشوں سے دو دیہات میں مکانات گرنے سے 16۔ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔

○ وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ غافل افسروں کو گٹروں میں ڈبکیاں دینے کا عوامی مطالبہ جائز ہے۔ وزیراعلیٰ نے "داروغہ والا" اور "محمود بوٹی" کا اچانک دورہ کیا۔ رات گئے تک کیچڑ بھرے علاقوں میں عوام کی دادرسی کرتے رہے۔ صفائی اور نکاسی آب کے ذمہ دار اداروں کا ایک اہلکار بھی کام کرتے دکھائی نہ دیا۔

○ جامعہ" الازہر میں مسلمانوں کی دعوت اسلامی اور اردو ادب کے استاذ پروفیسر ڈاکٹر میر عبدالخالق پیر زادہ جو بادشاہی مسجد کے خطیب مولانا عبدالقادر آزاد کے چھوٹے بھائی ہیں نے کہا ہے کہ مولوی اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں اقتدار دیا جائے کشمیر جا کر جہاد کرنا جہاد نہیں ہے۔ حکومت 500 علماء کا بورڈ بنائے۔ جب تک بورڈ فتویٰ نہ دے کشمیر میں جاری لڑائی کو جہاد نہیں کہا جا سکتا۔ جماعت اسلامی جمعیت علماء اسلام سمیت متعدد مذہبی جماعتیں قوم کے اربوں روپے ہضم کر چکی ہیں۔ مولوی پنجابی فلموں کی طرح چھوٹی چھوٹی باتوں کو غیرت کا مسئلہ بنا دیتا ہے۔ نعت خوان بھی علماء بن گئے ہیں چند مدرسوں کو چھوڑ کر باقی سب میں فرقہ واریت کی تعلیم دی جا رہی ہے۔

○ وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ بعض دینی مدارس دہشت گردی کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ چند انتہا پسند کفر اور اسلام کا مسئلہ بنا کر عبادت گاہیں استعمال کر رہے ہیں۔ ایسا لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے جو ناقابل بیان ہے۔ عوام کو لڑانے کی سازش کی جا رہی ہے۔ فرقہ واریت کا خاتمہ پہلی ترجیح ہے۔

○ پولیس وردی میں ڈاکوؤں نے مسلم لیگی ایم این اے راؤ عقیل کو اغوا کرنے کے بعد 60 لاکھ کی گاڑی اور 21 ہزار روپے بھی چھین لئے۔ بعدہ ایم این اے اور ان کے ڈرائیور کو سمندری کے قریب ویرانے میں پھینک کر فرار ہو گئے۔ "ترس کھا کر" راؤ عقیل کو ایک ہزار روپے واپس کر دیئے تاکہ ایم این اے گھر واپس پہنچ سکیں۔ پولیس میں کھلبلی مچ گئی۔

○ کراچی میں فائرنگ اور تشدد کے واقعات میں مزید 3۔ افراد مارے گئے ہیں۔ کورنگی کے قریب علاقہ میں ایک نوجوان کی نعش ملی۔ مقتول کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی۔ شہر سے 5۔ افراد اغوا کر لئے گئے۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے کہا ہے کہ پولیس افسر کسی شہری کو قتل بھی کر دیں تو انہیں گرفتار کیوں نہیں کیا جاتا۔

○ سرگودھا کے بعد ڈیرہ غازی خان کے کسان بھی زرعی ٹیکس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے حکومت کے خلاف مظاہرے اور دھرنا دینے کا اعلان کیا ہے۔

○ باراتیوں کی بے قابو کار ٹرالی سے جا ٹکرائی دولہا کا باپ ہلاک ہو گیا۔ دولہا محمد عاصم اور دلہن کی حالت نازک ہے۔ حادثہ چوہنگ کے قریب کینال لنک روڈ پر پیش آیا۔

○ فتح جنگ کے قریب ٹریفک حادثہ میں 8۔ افراد ہلاک ہو گئے۔

اعلان داخلہ
فرسٹ ائیر ایف اے ایف ایس سی (پری میڈیکل اور پری انجینئرنگ) میں داخلہ جاری ہے فارم داخلہ اور پراسپکٹس دفتر کالج سے مل سکتا ہے۔
پرنسپل الہدیٰ ماڈل کالج
دارالنصر غربی ربوہ

ربوہ میں پہلی بار چائینز کھانوں کا افتتاح
پاکستان کی گولڈن جوبلی کی خوشی میں
یکم اگست تا 14 اگست تک
☆ پانچ فیصد کی تمام کھانوں پر خصوصی رعایت
☆ چائینز کھانوں کا افتتاح یکم اگست کو ہو گا
لذیذ چرغہ ہاؤس
کالج روڈ ربوہ رابطہ فون 918-04524

خوشخبری (بچت ہی بچت)
ڈائمنڈ فوم نے فوم کی قیمتوں میں حیرت انگیز حد تک کمی کر دی ہے (10%+25%) کل 35% کمی اب -/4500 روپے والا ڈبل بیڈ کا گدا -/2750 روپے میں۔ -/4115 روپے والا ڈبل بیڈ کا گدا -/2500 روپے میں۔ اس رعایتی قیمت سے آج ہی فائدہ اٹھائیں یہ موقع بار بار نہیں ملتا۔
بااختیار ڈیلر: **حسان فوم سنٹر**
ریلوے روڈ ربوہ۔ فون نمبر 211460

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز۔
الکرم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی
پروپرائیٹرز: میاں عبداللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز
فون: 6325511
6330334